نمبر ۴۵ | شنبہ یکم دسمبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ | جلد ۲

# ملفوظات

## حضرت اقدس ؑ

### واقعہ ۴ نومبر ۱۹۰۳ء

شام اور عشاء کی نماز میں حضرت اقدس علیہ السلام شامل نہ ہو سکے ظہر کے وقت آپ نے مولوی برہان الدین صاحب احمدی کو مخاطب فرما کر ایک تقریر فرمائی میرے پاس نوٹ بک موجود نہ تھی مگر میرے گرامی قدر دوست اور البدر کے دلی اور مخلص خیر خواہ **چودھری الہ داد خانصاحب کلارک صدر شاہ پور** (خدا ان کو خوش رکھے) انہوں نے بذات خود ایک مفید اور ضروری تقریر سمجھ کر اس کے نوٹ لئے اور بعد ازاں ان نوٹوں کو اپنے الفاظ میں مرتب فرما کر احمدی بھائیوں کو تحفہ رسانی کے طور پر دفتر البدر میں ارسال فرمایا اور موقعہ پر حضرت اقدس ؑ کے اشعار کو بھی خوب چسپاں کر دیا جس سے تقریر کی رونق اور بھی دوبالا ہو گئی ہے اس اخوت اور ہمدردی کی جو کہ ان کو احمدی احباب اور پھر البدر سے ہے خدا تعالیٰ ان کے لئے خود ہی جزا ہو اور ان کو اور مجھ اور میرے بھائیوں کو اس پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے آمین — محمد افضل

”تقریر بجنسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے ٭

## تقریر حضرت اقدس علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

حضرۃ اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت ظہر حسب معمول اندر سے مسجد مبارکہ میں تشریف لائے اور مسند کو زیب نشست بخش کر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ کے چہرہ پر آثار پژمردگی و پریشانی و حیرانی کیسے نظر آ رہی ہیں؟

عرض کی کہ حضور! وجہ تو صرف یہی ہے کہ اب دوسرا کنارہ یعنی جہان ثانی نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ بوجہ پیرانہ سالی کے اب عالم آخرۃ کا ہی خیال بندھا ہے گنتی کے دن اپنے سمجھنے چاہئیں مزید برآن عارضہ ضعف اور بھی اس کے سریع الوقوع ہونے پر شاہد ہے اور ضعف کا یہ باعث ہے کہ ابتدا میں کچھ مراقبہ و نفی و اثبات کا کسی قدر شغل رکھا ہے جس سے یہ عارضہ ضعف لاحق حال ہو گیا ہے۔ یہ سنکر حضرت اقدس نے ایک معانی خیز اور پر معارف لب و لہجہ کے ساتھ فرمایا کہ سبحان اللہ یہ حالت ہے۔ تبھی تو ضروری ہے ان تمام عارضی تجربات کو یکسو رکھکر صرف ایک ہی آستانہ بارگاہ ایزدی پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہر ایک سعادت کیش و متلاشی حق روح کا یہی مامن اور یہی ملجا و ماوا ہے۔ اور چونکہ یہ مسلم امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقربوں کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے اسواسطے اب آپ کو باقی ایام زندگی اسجگہ قادیان میں گذارنی چاہئیں اور یہاں آ کر ڈیرا لگا دینا چاہئے اور اس شعر پر کاربند ہونا چاہئے ؎

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

یہاں تو مقولہ ”یک در گیر محکم گیر“ پر عمل کرنا ضروری و لازمی ہے۔ ہر ایک کے لئے مناسب و واجب ہے کہ حسب استطاعت اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے پوری سعی کرے تا کہ ٹھیک وقت پر سفر منزل محبوب حقیقی کے لئے طیاری کر سکے۔ بغیر جوش محبت کے اس راہ پر قدم مارنا بڑا مشکل ہے۔ اور ساتھ ہی اس پر استقلال و استقامت ضروری ہے۔ جب یہ امر حاصل ہو جاوے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جذب القلوب کا عمل بتدریج خود بخود شروع ہو جاوے گا جس سے صادقین کی محبت کی توفیق ملیگی اور استعمال تقویٰ یعنی نزکیۂ آئینۂ دل محو ہو کر تزکیہ نفس و تطہیر قلب نصیب ہو گا۔ پھر تلاش حق کا بیج بویا مقدم ہے جس سے صدق و وفا کا پیڑ مستقل پیدا ہوتا ہے اور محبت ذات ربانی کی آبپاشی سے نشو و نما پاتا ہے ؎

بمنزل جانان رسد ہمان مردی
کہ ہمہ دم در تلاش او دوان باشد

آپ اپنی پہلی حالت کو یاد کریں جبکہ آغاز سال ۱۸۸۶ء میں صرف حسبۃً للہ کا جوش آپ کو کشان کشان یہاں لایا تھا۔ اور آپ پاپیادہ افتان و خیزان اس قدر دور فاصلہ سے پہلے قادیان پہونچے تھے اور جب ہم کو اس جگہ نہ پایا تو اسی بیتابی و بیقراری کے جوش میں نگا پو کر کے پیدل ہی ہمارے پاس ہوشیار پور جا پہونچے تھے۔ اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو اس وقت ہم سے جدا ہونا آپکو بڑا شاق گذرتا تھا۔ اب تو ایسا وقت آگیا ہے کہ آپ کو آگے ہی قدم مارنا چاہئے۔ نہ یہ کہ الٹا تساہل و تکاہل میں پڑیں۔ اب تو زمانہ بزبان حال کہ رہا ہے ٭ اور نشانات و علامات سماوی بہ آواز دہل پکار رہے ہیں کہ ؎

چنین زمانہ چنین دوراین چنین برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ این شقا باشد
فلک قریب زمین شد زبارش برکات
کجاست طالب حق تا یقین فزا باشد

بجز اسیر کمند عشق رہائی نیست ٭ بہ درد او دہم او مرہم و دوا باشد

غرض کہ پوری مستعدی و ہمت سے استقلال دکھلاویں یہ آثار پژمردگی ہمیں برمحل معلوم نہیں ہوتے۔ یہاں کا رہنا تو ایک قسم کا **آستانہ ایزدی** پر رہنا ہے اس حوض کوثر سے وہ آب حیات ملتا ہے کہ جس کے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے جس پر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آسکتی ٭

اچھی طرح کمر بستہ ہو کر پورے استقلال سے اس صراط مستقیم کے راہرو بنیں۔ اور ہر قسم کی دنیوی رکاوٹوں اور نفسانی خواہشات کی ذرہ پرواہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے صادق مامور کی پوری معیت کریں تا کہ حکم ”کونوا مع الصادقین“ کے فرمانبرداری کا سنہری نتیجہ آپ کو حاصل ہو۔ یاد رکھیں کہ راستی و صداقت کے فرزند ہمیشہ جاہ و جلال کے تاج زرین کے وارث ہوا کرتے ہیں راستبازی کے حاسد دشمنوں کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ؎

بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہ یار
بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد

معلوم نہیں کہ آپ کو جہلم سے کیوں انس ہے۔ حالانکہ اس کی میم کو حذف کرنے کے بعد تو جہل ہی جہل رہ جاتا ہے۔ بھلا ہم و ذکا کو جہل سے کیا نسبت؟

مولویصاحب نے عرض کی کہ **حضور**! واقعی یہ تو سچ ہے کہ جہلم بغیر جہل کے ہی ہے آخری میم نسبتی ہے فرمایا کہ جب یہ حال ہے تو ایسے جہل کو ترک کرنا چاہئے۔ وہاں کی رہائش کو یہاں کی رہائش پر کسیطرح بھی ترجیح نہیں ہو سکتی۔ پھر اس حالت میں مامور من اللہ کی صحبت نہایت ضروری بلکہ مغتنمات سے ہے۔

**خوش قسمت** وہ جن کو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہو **جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اسجگہ آ کر آباد نہیں ہوتا۔ یا کم از کم ایسی تمنا دل میں نہیں** رکھتا اسکی حالت کی نسبت مجھے بڑا اندیشہ ہے کہ مبادا وہ پاک کرنیوالے تعلقات میں **ناقص** رہے۔ اپنے گھروں وطنوں اور املاک کو چھوڑ کر میری ہمسائیگی کے لئے **قادیان** میں بود و باش کرنا ”**اصحاب الصفہ**“ کا مصداق بننا ہے اور یہ تو ایک ابتدائی مرحلوں میں سے ہے ورنہ مردان خدا کو تو اگر اس سے بھی صدہا درجہ بڑھکر دشواریوں و مصیبتوں کا سامنا ہو تاہم وہ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے بلکہ **وفور جذبہ** عشق محبوب حقیقی سے آگے ہی قدم مارتے ہیں۔

اور اپنا تمام دھن من تن اسی راہ میں صرف کر دینے کو عین اپنی سعادت و خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور یہی ان کا مقصود بالذات ہوتا ہے کہ دنیوی **علائق** کے جالوں کو توڑ کر اور اس کے پھندوں سے مخلصی پا کر اس جمیع محامد کی جامع ذات ستودہ صفات کی آستانہ سراپا برکت خیز پر پہونچنے کا شرف حاصل کریں۔ ؎

تا نباید از رہِ جاناں خود سر اخلاص
اگرچہ سیلِ مصیبت بزور ہا باشد
براہِ یارِ عزیز از بلا نہ پرہیزند
اگرچہ در رہِ آن یار اژدہا باشد
بدولت دو جہاں سر فرو نمے آرند
بعشق یار دلِ زار شان دوتا باشد

میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ در حقیقت مول **استقامت** ہی ہے۔ کلام مجید میں الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف آ جاتے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہی راستہ [illegible] آتے۔ بلکہ [illegible] [illegible] [illegible] منزلیں [illegible] انشراح صدر کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خاص نعمتوں سے متمتع فرماتا ہے۔ صحبت **ذوقِ الٰہی** ان کی غذا ہو جاتی ہے مکالمہ الٰہی - وحی - الہام - کشف وغیرہ انعامات ہی سے مشرف و بہرہ مند کئے جاتے ہیں۔ درگاہ رب العزت سے طمانیت و سکینت ان پر اترتی ہے۔ حزن و ملال ان کے نزدیک تک نہیں پھٹکنے۔ ہر وقت جذبہ محبت و ولولہ **عشقِ الٰہی** میں سرشار رہتے ہیں گویا "لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون" کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں۔ ما در باتی آل۔ ؎

کلید این ہمہ دولت محبت است و وفا
خوشا کسیکہ چنین دولتش عطا باشد

غرض **استقامت** بڑی چیز ہے۔ استقامت ہی کی بدولت تمام گروہ **انبیاء** ہمیشہ مظفر و منصور و با مراد ہوتا چلا آیا ہے۔ **ذاتِ تقدس مآب** باری تعالیٰ کے ساتھ ایک خالص ذاتی تعلق و گہرا پیوند قائم کرنا چاہئے جب یہ تعلق پورا قائم ہو جاوے۔ پھر ہر ایک قلم کے خوف و خطر سے انسان محفوظ و مطمئن ہو جاتا ہے اور انشراح صدر کے بعد تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ صرف اس لئے کہ ان کو وہ ہر کہ در ایزدی یافت بازہر در دیگر "تافت" برحق الیقین ہو جاتا ہے اور اس کی برتر تاثیرات ان کے لوحِ قلب پر منقش ہو جاتی ہیں اور ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہوتی ہیں اور بوجہ استیلائے محبت و تعشق الٰہی و شہود عظمت و جلال

**ذاتِ کبریائی** ان کے **قلب سلیم** کا یہی ورد ...... ہو جاتا ہے ؎

نہ از چینم حکایت کن نہ از روم
کہ دارم دلستانے اندرین بوم
چو روئے خوب او آید بیادم
فراموشم شود موجود و معدوم

آپ اپنی ساری جسم و جان۔ روح و روان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو جاویں۔ پھر خدا تعالیٰ خود بخود تم سب کا حافظ و ناصر معین و کارساز ہو جاوے گا۔ چاہیئے انسان کے تمام قویٰ آنکھ - **کان - دل - دماغ** **دست و پا** جملہ متمسک باللہ ہو جاویں۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ رہے۔ اسی میں تمام کامیابیاں و نصرتیں ہیں یہی اصل **مراقبہ** ہے اسی سے **حرارت قلبی** و روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی کی بدولت ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

سنئے! اول تو انسان کو اپنا مرض معلوم کرنا چاہئیے کیونکہ جب تک مرض کی تشخیص نہ ہو علاج کیا ہو سکتا ہے؟ سو وہ حالت ہے جب کہ **انسان نفس امارہ** کے زیر حکم چل رہا ہوتا ہے اس وقت صرف محرکات بدی یعنی شیطان ہی کی اس پر حکومت ہوتی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے دور افتادہ ہلاک ہونے والی ناپاک روحوں کا اس پر اثر ہوتا ہے۔

اس سے ذرا اوپر انسان ترقی کرتا ہے۔ تو اس وقت اس کا اپنے نفس کے ساتھ ایک جہاد شروع ہو جاتا ہے اس کی ایسی حالت کا نام **لوامہ** ہے اس وقت گو جب تحرکات بدی ہے ...... اس کو پوری مخلصی نہیں ہوتی مگر محرکات نیکی یعنی **ملائکہ** کی پاک تحریکات کی تاثیریں بھی اس پر موثر ہونے لگ جاتی ہیں۔ ان نیک تحریکات کی قوت و طاقت سے نفس امارہ سے اس کی ایک قسم کی کشتی ہٹ جاتی ہے اور ان کی مدد سے تحریکات بد پر غلبہ پاتے پاتے زینہ ترقی پر چڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور اگر فضل ایزدی شامل حال ہو تو بتدریج ترقی کرتا جاتا ہے آخر کار اس نفس لوامہ کی کشتی جیت لینے پر تمام تحریکات بدی کو مغلوب کر لیتا ہے اور اس مرحلے سے اوپر چڑھنے پر وہ ناپاک روحوں کی بری تحریکات کے نتائج بد سے بالکل محفوظ ہو کر امن الٰہی میں آ جاتا ہے اس حالت کامیابی و ظفر مندی و فائز المرامی کا نام **مطمئنہ** ہے اس وقت وہ ذات باری تعالیٰ سے آرام یافتہ ہوتا ہے اور اسی منزل پر پہونچ کر سالک کا سلوک ختم ہو جاتا ہے تمام تکلفات اٹھ جاتے ہیں اور بلحاظ مدارج روحانیت

کی یہی حد و جہد کی انتہا اور اس کا مقصود ذاتی ہوتا ہے اس گوہر **مقصود** کے حصول پر وہ پورا کامیاب و فائز المرام ہو جاتا ہے۔ ہماری بعثت کی علت غائی بھی تو یہی ہے کہ رستۂ منزل جاناں کے بھولے بھٹکوں۔ دل کے اندھوں۔ جذام ضلالت کے مبتلاؤں۔ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے کور باطنوں کو صراط مستقیم پر چلا کر مبدا ذات ذو الجلال کا شیریں جام پلایا جاوے اور **عرفان** الٰہی کے اس نقطہ انتہائی تک ان کو پہونچایا جاوے تا کہ ان کو حیات ابدی و راحت دائمی نصیب ہو اور جوار رحمت ایزدی میں جگہ لیکر **مست و سرشار** رہیں ہماری معیت اور صحابت کی پاک تاثیرات کے ثمرات حسنہ بالکل صاف ہیں۔ ہاں ان کی ادراک کیلئے فہم رسا چاہئے۔ ان کے حصول کے لئے **رشد و صفا** چاہئے ساتھ ہی استقامت کے لئے اتقا چاہئے ورنہ ہماری جانب سے تو چار دانگ عالم کے کانوں میں عرصہ سے کھول کھول کر منادی ہو رہی ہے۔ ؎

بیا مدم کہ رہِ صدق را در حتانم
بہ دلستان برم آنرا کہ پارسا باشد
کسیکہ سایۂ بالِ ہماش سود نداد
بیا بہ پرش کہ دو روزے بظل ما باشد
گلے کہ دست خزان را نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمت رسا باشد

ہم نے تو اس مائدہ الٰہی کو ہر کس و ناکس کے آگے رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا مگر آگے ان کی اپنی **قسمت!** "وما علینا الا البلاغ"

اس سے تھوڑا زمانہ پہلے بڑے بڑے علما لکھ گئے تھے کہ مہدی موعود و مسیح موعود کی آمد کا زمانہ بالکل قریب ہے بلکہ بعض نے اس کی تائید میں اپنے اپنے مکاشفات بھی لکھے پر جب اس **نعمت** کا وقت آیا تو تمام **یہودی سیرتوں** نے اس کے قبول کرنے سے اعراض کر دیا ہے۔ اور صرف انکار پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ تکذیب پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ مخالفت کا کوئی پہلو چھوڑ نہیں رکھا۔ ہر دجالیت و یہودیت کو عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ہر وقت فتنہ و شرارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے کونسا ایذا و تکلیف دہی کا داؤ ہے جو بیہودہ نہیں چلے۔ ہماری تخریب و استیصال کے لئے کونسا میدان تدبیر ہے جو ان لیا پاں مخالفت کی دوڑ دھوپ سے بچ رہا ہو استہزا و تضحیک کا کونسا پہلو باقی چھوڑ گیا ہو "یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن" ..... مگر ان کی یہ فتنہ پردازیاں و گربہ مکاریاں کچھ ..... بھی عند اللہ وقعت نہیں رکھتیں۔ چہ جائیکہ ان کو کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا

بھی نصیب ہوئے

چراغیکہ ایزد برفروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

سچ پوچھو تو ان کی یہ مخالفتیں ہماری **مزرعہ کامیابی** کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے۔ تو اس میدان کے مردان کارزار کے جوہر کسطرح ظاہر ہوں۔ اور انعامات الہی کے غنیمت سے ان کو کسطرح حصہ نصیب ہو۔ اور اگر اعدا کی مخالفت کا بحر مواج پایاب ہو جاوے۔ تو اس کے غواصوں کی کیا قدر ہو۔ اور وہ **بحر معانی** کے بے بہا گوہر کسطرح حاصل کر سکیں۔ ما قال ؎

گر نبودے درمقابل روئے مکروہ سیاہ
کس چہ دانستی جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادی بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدی جوہر عیان شمشیر خون آشام را

اس مخالفت کا کوئی ایسا ہی سر معلوم ہوتا ہے ورنہ ان کی مخالفت کے ارادے عند اللہ کیا قدر رکھتے ہیں اس ذات قادر مطلق کا تو صاف حکم ہے "اِنَّ حزب اللہ ہم الغالبون" اور اس جنگ و جدال کا آخری انجام بھی بتا دیا ہے کہ "والعاقبۃ للمتقین"۔ مگر افسوس کہ باایں ہمہ تو نہ اندیش نہیں سمجھتے حالانکہ اس **نصرت الہی و تائید ایزدی** کا ان ہیں مشاہدہ و تجربہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور ان کی ذلت و خسران و نامرادی کا انجام بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے کیوں نہ ہو ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رکتی نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

قطع نظر ان یبوست مجسم مولویوں و خشک ملاؤں کی موجودہ زمانہ کی **فقرا** کا گروہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ان میں ریاکاری و ذاتی اغراض کی ایک زہر ہوتی ہے جو آخر کار ان کو ہلاک کر ڈالتی ہے ان کا ہر ایک قول و فعل و عمل ان کے نفسانی اغراض کے تابع ہوتا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی نہان در نہان ذاتی غرض مرکوز خاطر ہوتی ہے۔ مثلاً خواہش تسخیرات و طلب دنیا و جاہ طلبی وغیرہ وغیرہ۔ تا کہ لوگ ان کی طرف رجوع کریں اور ان کی دنیوی عزت و مال و متاع میں ترقی ہو جس سے اپنے نفس امارہ کو خوش رکھیں۔ یہ ایسا سم قاتل ہے کہ اس کا انجام ہلاکت ہے بعض ان میں سے زمین کھود کر **چلہ** کرتے ہیں۔ نہ یہ حکم الہی ہے اور نہ سنت طریق نبوی۔

ریاکاری و مکاری کا خود تراشیدہ ایک خاص ڈھنگ ہے تا کہ لوگوں کو دام تزویر میں لایا جاوے۔ اور یہی ان کی دلی غرض ہوتی ہے۔ ان کی ایسی عملوں کی مثال **میدانی سراب** جیسی ہے کہ دور سے تو خوش نما صفا پانی دکھائی دیتا ہے مگر نزدیک جانے پر اس کی اصل حقیقت کھل جاتی ہے کہ وہ تو صرف آنکھوں کو دھوکا ہی دیتا تھا اس وقت تشنگان آب زلال کو بجز حسرت و پشیمانی کی اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے ریاکاروں کو جہنم میں حصہ ملتا ہے کیونکہ حق تعالے سے وہ بالکل بیگانے اور **کوچہ یار حقیقی** سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں وہ معرفت الہی میں دل کے مردہ اور تن بگور ہوتے ہیں۔ شاید ایسوں ہی کے لئے یہ خطاب ہے ؎

کاملان حی اندر زیر زمین
تو بگوری باحیات ایں چنین

ان کی موت کی حالت عوام کالانعام سے بدتر ہوتی ہے۔ کیونکہ عوام تو سیدھے ہیں جیسا ان کو سمجھ میں آتا ہے ایسا ہی عمل کر لیتے ہیں ان کی طبیعت میں کوئی تکلف نہیں ہوتا بالکل سادگی سے **دین العجائز** پر چلتے ہیں مگر موجودہ **فقرا** کا گروہ تو عمداً اغراض نفسانی کو ملحوظ خاطر رکھکر ان تمام ریاکاری کے کاموں کو ایک **مزورانہ** طلسمات کے رنگ میں ظاہر کر رہا ہے عاقبت کی کچھ پروا نہیں ہے ؎

منازیا کلہ سبز و خرقہ پشمین
کہ زیر دلق ملمع فریبہا باشند

سو ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے تصنعات سے اپنے آپ کو بچاویں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راہ اور سنت نبوی پر محکم قدم رکھکر چلیں تا کہ **منزل مقصود** پر پہونچنے کے لئے ان کو کوئی روک حائل نہ ہو اور یہ چند روزہ زندگی رائیگان نہ جاوے جو آخرت میں سخت ندامت ذلت و حسرت کا باعث ہووے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دیوے کہ وہ محض ابتغاء المرضات اللہ کی غرض سے راہ مستقیم پر چلکر منزل مقصود پر پہونچ جاویں اور **تخلیق** انسانی کے اصل مدعا کو پورا کریں آمین ثم آمین (۴ نومبر ۱۹۰۳ء)

## نوٹ

بہ استثنائے ایک شعر کے جو بر عنوان درج ہے باقی اشعار مندرجہ مضمون ہذا اعلیحضرت اقدس جناب امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اثنائے تقریر نہیں فرمائے تھے مگر چونکہ بجز ایک شعر

بمنزل جانان برسد ہماں مردے
کہ ہمہ دم در تلاش او دواں باشد

کے جو بوقت تحریر مضمون ہذا کے بیساختہ **روانی طبع** سے **احقر** کے منہ سے نکل گیا ہے باقیماندہ اکثر اشعار نے خود حضرت اقدس ہی کی زبان گوہر فشان سے جنم لیا ہوا ہے۔ اور ان مواقعات پر چسپاں بھی تھے اسواسطے مناسب مواقع پر لکھدیئے گئے ہیں۔ بذات خود بھی یہ **حقائق معارف** کا ایک خزینہ ہیں وثوق کامل ہے کہ ان کا ان مواقعات مناسبہ پر چسپاں ہونا بالفضلہ تعالیٰ بہت سے سعید فطرت و **راستی پسند** طبائع کو تکشیف حقائق و تلخیص دقائق میں مدد دیگا جس سے ان کو **احقاق حق و ابطال باطل** کی توفیق ملیگی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہووے آمین ثم آمین والسلام ۵ نومبر ۱۹۰۳ء

**امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمترین خادم احقر العباد**
**اللہ داد احمدی کلارک**
**ضلع شاہ پور** حال وارد قادیان

---

## ۵ نومبر ۱۹۰۳ء

**الدنیا سجن للمومنین** فرمایا کہ آجکل ہندوستان سے ایک عورت آئی ہوئی ہیں (ان کے خاوند بھی آئے ہوئے تھے) وہ اکثر سوال کرتی رہتی ہیں اور میں ان کو سمجھایا کرتا ہوں ایک دن سوال کیا کہ اولیاؤں اور پیغمبروں پر بڑی بڑی مصیبت آتی ہے اور وہ ہمیشہ مصیبت کا نشانہ بنے رہتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ یہ بات غلط ہے اور قرآن شریف کے بھی بالکل برخلاف ہے۔ خدا کے اولیاؤں اور نبیوں پر تو ہمیشہ اس کے انعامات ہوتے ہیں وہ ان کا ہر مقام میں حافظ و ناصر ہوتا ہے پھر ان پر مصیبت کے کیا معنے عملی طور پر دیکھلو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا کامیابی حاصل ہوئی ان کا دشمن غرقاب کیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ان پر فتح حاصل ہوئی پھر داؤد علیہ السلام کو دیکھلو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو کہ ان کے دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہے اور یہ سب کامیاب ہوتے رہے۔ ہمارے پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عروج

حاصل ہوا۔ کیا اس کی نظیر مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ہرگز یہ لوگ نفرادزدتنت کے مصداق نہیں ہوئے۔

الدنیا سجن للمومن میں اگر سجن کے معنے تشبیہی کریں کہ اہل اللہ کو جو کچھ جنت میں ملیگا اس کے مقابلے میں یہ دنیا سجن ہے تو ٹھیک ہے۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنے اولیاء کو کبھی عذاب نہیں کرتے بلکہ اس دلیل سے یہود و نصاریٰ کے دعوے کی تردید کرتا ہے ان دونوں نے دعوےٰ کیا تھا کہ قالت الیہود والنصارے نحن ابناء اللہ واحباؤہ کہ ہم خدا کے پیارے اور بمنزلہ اس کی اولاد کے ہیں تو اس کا جواب خداتعالےٰ نے یہ دیا قل فلم یعذبکم بذنوبکم کہ اگر تم خدا کے پیارے اور بمنزلہ اس کی اولاد کے ہو تو پھر تمہاری شامت اعمال پر تم کو وہ دکھ اور تکالیف کیوں دیتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جو خدا کے پیارے ہوتے ہیں ان کو دنیا میں دکھ نہیں ہوتا اور وہ ہر ایک قسم کے عذاب سے محفوظ ہوتے ہیں: اللھم اجعلنا منھم۔ پس اگر اس کے پیاروں کو عذاب ہوتا رہے تو پھر کافروں میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ انبیاء پر اگر کوئی واقعہ مصیبت کے رنگ میں آتا ہے تو اس سے خداتعالےٰ کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ اُن کے اخلاق کو وہ دنیا پر ظاہر کرے کہ جو ہماری طرف سے آتے ہیں اور ہمارے ہو جاتے ہیں وہ کن اخلاق فاضلہ کے صاحب ہوتے ہیں امام حسین علیہ السلام پر بھی ایسا واقعہ گذرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایسے واقعات گذرے مگر صبر اور استقلال اور خداتعالیٰ کی رضاء کو کسطرح مقدم رکھکر تبلایا۔

انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلاء کی حالتیں اور یا انعام کی حالتیں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو۔ اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتہ نہیں مل سکتا۔ چونکہ خداتعالےٰ نے آنحضرت صلعم کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپ کی زندگی کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذا رسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کی کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا کی طرف سے لائے تھے اُس کی تبلیغ میں کوتاہی نکی پھر مدینہ میں جب آپ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثروں کو عفو کر دیا۔ باوجود قوت انتقام پانے کے پھر انتقام نہ لیا۔

اب حال میں مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا نمونہ دیکھلو کہ کس قدر صبر اور استقلال سے اونہوں نے جان دی ہے۔ ایک شخص کو بار بار جان جانیکا خوف دلایا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی اُمید دلائی جاتی ہے کہ اگر تو اپنے اعتقاد سے بظاہر توبہ کر دے تو تیری جان نہ لی جاوے گی مگر انہوں نے موت کو قبول کیا۔ اور حق سے روگردانی پسند نہ کی اب دیکھو اور سوچو کہ اُسے کیا کیا تسلی اور اطمینان خداتعالےٰ کی طرف سے ملتا ہوگا کہ وہ اس طرح پر دنیا ومافیہا و دیدہ دانستہ لات مارتا ہے اور موت کو اختیار کرتا ہے اگر وہ ذرا بھی توبہ کرتے تو خدا جانے امیر نے کیا کچھ اُس کی عزۃ کرنی تھی مگر انہوں نے خدا کے لئے تمام عزتوں کو خاک میں ملایا اور جان دینی قبول کی کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ آخر دم تک اور سنگساری کے آخری لمحہ تک ان کو مہلت توبہ کی دیجاتی ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میری بیوی بچے ہیں لاکھہا روپے کی جائداد ہے۔ دوست یار بھی ہیں ان تمام نظاروں کو پیش نظر رکھکر اُس آخری موت کی گھڑی میں بھی جان کی پرواہ نکی آخر ایک سرور اور لذت کی ہوا ان کے قلب پر چلتی تھی جس کے سامنے یہ تمام فراق کے نظارہ ہیچ تھے۔

اگر ان کو جبراً قتل کر دیا جاتا اور جان کے بچانے کا موقعہ ندیا جاتا تو اور بات تھی مجبوراً تو ایک عورت کو بھی انسان قتل کر سکتا ہے مگر ان کو بار بار موقعہ دیا گیا باوجود اس مہلت ملنے کے پھر موت اختیار کرنی بڑے ایمان کو چاہتی ہے اولیاء اللہ کی ایک خصلت ہوتی ہے کہ وہ موت کو پسند کرتے ہیں۔ سو انہوں نے یہ ظاہر کی۔

**کار آمد احمدی**

ہمارے کام کا وہ انسان ہو سکتا ہے جبکہ ایک مدت اور کم از کم ایک سال ہماری مجلس میں رہے اور تمام ضروری امور کو سمجھ لیوے اور ہم اطمینان پا جاویں کہ تہذیب نفس اسے حاصل ہو گئی ہے تب وہ بطور مبشر وغیرہ کے یورپ وغیرہ ممالک میں جا سکتا ہے مگر تہذیب نفس مشکل مرحلہ ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا آسان مگر یہ مشکل۔ دینی تعلیم کے لئے بہت علوم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طہارۃ قلب اور شے ہے۔ خدا ایک نور جب دل میں پیدا کر دیتا ہے تو اس سے علوم خود حاصل ہوتے جاتے ہیں۔

## ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

## دربارۂ امداد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

## ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالتیں ہیں یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت اُمید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا یہ صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور اُن کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالتیں واقعہ شہادۃ مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی۔ ✱ اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خداتعالیٰ بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دیگا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس خواب کی تعبیر ظاہر ہو جاوے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر میں ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلاء پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت

---

✱ اس سے پہلے ایک صریح وحی صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جب کہ وہ زندہ تھے بلکہ وہ قادیان ہی میں موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ماہ فروری ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے بارہ میں ہے اور وہ یہ ہے قتل خیبۃ و زید ھیبۃ یعنی ایسی حالتیں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا۔ یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ منہ

کے آگے پیش کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ مین دیکھتا ہون کہ لنگرخانہ کے لئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے بان اس مد مین پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہین اور اگر دلون مین غفلت کی وجہ کوئی سختی آجائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے اس لئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد ان کے محبت اور صدق اور اخلاص مین ترقی کرتے جاتے ہین اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہین اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہین اور یہ ملک دوسرے ملکون کی نسبت کچھ نرم دل بھی ہے بااینہمہ انصاف کے دور ہوگا اگر مین تمام دور کے مریدون کو ایسے ہی سمجھ لون کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی کا کچھ حصہ نہین رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب جس نے جانثاری کا نمونہ دکھلایا وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصون کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا اسیطرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمات مالی کر چکے ہین اور ان کے صدق و وفا مین کبھی فتور نہ آیا جیسا کہ اخویم سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست۔ لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ پنجاب مین ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے ہین اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہماری سلسلہ مین داخل تو ہین مگر بوجہہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے ان کے دل بکلی دنیا کے گند سے صاف نہین ہین۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کار وہ گند سے صاف ہو جائین گے اور یا خدا تعالےٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا اور ایک مردار کی طرح مرینگے۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگون کو اپنے دام مین لے لیتی ہے اور یہ اسی مین مرتے ہین نادان کہتا ہے کہ ہم دنیا کو چھوڑ دین اور یہ غلطی انسان کو نہین چھوڑتی جب تک اس کو بے ایمان کرکے ہلاک کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبون سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریون سے ایک شیطان بنجاتا ہے اس عیال کے لئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اس لئے کہ خدا تیری پناہ مین نہین کیونکہ تو پارسا نہین۔ خدا تیرے دل کی جڑ کو دیکھ رہا ہے سو تو بیوقت مریگا اور عیال کو تباہی مین ڈالیگا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اس کی خوش قسمتی سے اس کے زن و فرزند کو بھی

حصہ ملے گا اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ تباہ نہین ہونگے جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہین وہ اگرچہ ہزارون کوس پر بھی ہین تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہین اور دعائین کرانے رہتے ہین کہ خدا تعالےٰ انہین موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کرین مگر افسوس کہ بعض ایسے ہین کہ مین دیکھتا ہون کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہین اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہین آتا۔ اس سے مین سمجھتا ہون کہ ان کے دل مر گئے ہین اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے مین تو بہت دعا کرتا ہون کہ میری سب جماعت ان لوگون مین ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہین اور نماز پر قائم رہتے ہین اور رات کو اٹھکر زمین پر گرتے ہین اور روتے ہین اور خدا کے فرائض کو ضائع نہین کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہین ہین اور مین امید رکھتا ہون کہ یہ میری دعائین خدا تعالیٰ قبول کریگا اور مجھے دکھائیگا کہ اپنے پیچھے مین ایسے لوگون کو چھوڑتا ہون لیکن وہ لوگ جن کی آنکھین زنا کرتی ہین اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہین اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہین ہے مین اور میرا خدا ان سے بیزار ہین۔ مین بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلین کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگون کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہون اور جنہون نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھرون مین جاکر ایسے مفاسد مین مشغول ہو جاتے ہین کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلون مین ہوتی ہے نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھون سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہین اور وہ اس چوہے کی طرح ہین جو تاریکی مین ہی پرورش پاتا ہے اور اسی مین رہتا اور اسی مین مرتا ہے وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ سے کاٹے گئے ہین وہ عبث کہتے ہین کہ ہم اس جماعت مین داخل ہین کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہین سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہین مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جاوے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہو لے مین اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہون جو ایسی جگہ سے الگ نہین ہوتا جہان مردار پھینکا جاتا ہے اور جہان گلی سڑی مردون کی لاشین ہوتی ہین۔ کیا مین اس بات کا محتاج ہون کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہون اور اسطرح دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دین اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا جو صدق و وفا مین ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیکدل لوگ میری طرف دوڑتے ہین کوئی نہین جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہین۔ شاید ان کے دلون مین یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتین اور رسالتین سب انسانی مکر ہین اور اتفاقی طور پر شہرتین اور قبولیتین ہو جاتی ہین۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہین اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہین جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہین سکتا۔ لعنتی ہین ایسے دل اور ملعون ہین ایسی طبیعتین خدا ان کو ذلت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہین۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہین وہ جہنمی زندگی کے دن گذار رہے ہین اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے ان کے حصہ مین کچھ نہین۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو مین نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستون نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان مین کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایکطرف تو تعلیم پاتے ہین اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولون سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہین اس طرح بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات ان کے ماں باپ بھی اس سلسلہ مین داخل ہو جاتے ہین لیکن ان دنون مین ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات مین پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسی روپیہ ماہوار دیکر اس مدرسہ کی مدد کرتے ہین مگر پھر بھی استادون کی تنخواہین ماہ بماہ ادا نہین ہو سکتین صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتین ضروری ہین جو ابتک طیار نہین ہو سکین۔ یہ غم علاوہ اور غمون کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت مین نے بہت سوچا کہ کیا کرون آخر یہ تدبیر میرے خیال مین آئی کہ مین اس وقت اپنی جماعت کے مخلصین کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤن کہ اگر وہ ... پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے کوئی ماہانہ چندہ مقرر کرین تو چاہیئے کہ ہر ایک ان مین سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نکرے مگر کسی مجبوری سے جو قضا و قدر سے واقع ہو اور جو صاحب ایسا نکر سکین ان کے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لئے بھیجتے ہین اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کے لئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیجدین لنگرخانہ مین شامل کرکے ہرگز نہ بھیجین۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کراکر بھیجین۔ اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہین جاتا۔ اس لئے مین لکھتا ہون کہ

اور ان کے دلون کو کھولدیگا۔ اب مین اسی قدر پر بس کرتا ہون اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہون کہ جو مضامین مین نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اس کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کے مالون مین برکت ڈالے اور ان کا اجر کیا ہو ان کے دلون کو کھولدے۔ آمین ثم آمین والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

**الراقم مرزا غلام احمد** ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء۔

**نوٹ** مدرسہ کے متعلق تمام زرچندہ بنام خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ آنا چاہیئے اور تعلیم طلباء کے متعلق تمام خط و کتابت مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام سے ہونی چاہیئے

# مراسلات

## زندہ جاوید امام

مولوی امام الدین اہل قرآن و ممبر مجلس تعلیم القرآن و خادم کتاب المبین نے کتاب زندہ جاوید امام مشتمل اعتقادات ذیل مرتب کرکے اہل قرآن کی تصانیف میں ایک تصنیف کا اضافہ فرمایا ہے:-

اوّل امام کا پاک لفظ صرف انبیاء علیہ السلام کے لئے محفوظ تھا اب ہر کس و ناکس پر بولا جاتا ہے:-

دوم مولوی ملا لوگ جو امامت کا کام کرتے ہیں اور زمانہ سلف کے علمائے اسلام اور بادشاہان عالی جاہ جنہا دات کرتے اور کتاب الحیل بناتے اور صوفیا جنکی بدولت اسلام کو سخت ضعف پہونچا۔ امام کے پاک لفظ کے مستحق نہیں ہیں:

سوم بفحوائے حدیث " ترکت فیکم واعظین صامتًا وناطقًا الصامت الموت والناطق القرآن" اور بموجب اقوال حضرۃ عمر و حضرۃ عبداللہ بن عمر وغیرہ قرآن امام ہے

چہارم بفحوائے آیت ومن قبلہ کتاب موسٰی امامًا ورحمۃً جو سورۂ ہود و نیز احقاف میں ہے تورات اور قرآن امام ہے

پنجم منتخب اللغات اور منتہی الارب کے رو سے آسمانی کتاب اور قرآن امام ہے

ششم امام میں بارہ اوصاف مندرجہ زندہ جاوید امام ہونے چاہئیں جو قرآن میں موجود ہیں:

پہلی تین اعتقادات دیباچہ میں درج ہیں اور باقی اعتقادات ایک و من اور بزاخفش کو بمد مقابل بناکر بطور ناول کے زیب رقم فرمائے گئے ہیں۔ بزاخفش سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ سائل بزاخفش تھا جیسا کہ سطور ذیل سے واضح ہوگا:

افسوس ہے کہ مولوی صاحب اہل تصانیف کے زمرہ میں شامل ہوکر ایسی تصنیف پیش کرتے ہیں جو بیشمار نقائص اور اعتراضات سے مملو ہے مثلاً

(۱) پہلے عقیدہ کو چوتھا عقیدہ رد کرتا ہے اگر امام کا لفظ صرف انبیاء کے لئے تھا تو کتاب موسٰی کو کیوں امام کہا گیا:

(۲) پہلے عقیدہ کی پانچواں عقیدہ تردید کرتا ہے کیونکہ لغت میں امام بمعنی پیش نماز۔ مقتدا۔ راہ۔ مصلح۔ برپا دارند۔ خلیفہ۔ امیر لشکر۔ دلیل راہ نما۔ وغیرہ بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو منتہی الارب مستند مولوی صاحب

(۳) پہلا عقیدہ بدیہیات کے خلاف ہے کیونکہ امام کا لفظ آجکل ہی کے لوگوں نے اپنے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ گذشتہ تیرہ سو برس میں ہر ایک فن اور ہر ایک ملت کے بیشمار لوگوں کے واسطے یہ لفظ تجویز کیا گیا:

(۴) پہلا عقیدہ قرآن کے برخلاف ہے۔ قرآن میں انبیاء شہدا، صالحین۔ اور صدیقین کو منعم علیہم لکھا ہے اور عوام و خواص کو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی ترغیب دی گئی ہے اور نیز واجعلنا للمتقین امامًا کی دعا کے لئے حکم دیا گیا ہے اگر امام کا لفظ صرف انبیاء کے لئے محفوظ تھا تو عوام و خواص کو ان دعاؤں کی تعلیم سکھلانے کی کیا ضرورت تھی۔

(۵) دوسرا عقیدہ بدیہی البطلان ہے۔ گزشتہ علمائے اسلام اور شاہان عالی مقام اور صوفیا کے حق میں مولوی صاحب نے جو کچھ دراز لسانی کی ہے اس کی پاداش اپنے وقت پر بھگتیں گے لیکن کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہوگی کبھی صوفیا کے فرقہ کو ضعف اسلام کا باعث اور گزشتہ علمائے اسلام اور شاہان عالی مقام کو امام کے لفظ کا غیر مستحق قرار نہیں دے گا۔ رسول خدا صلعم نے علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہ قرار دیا ہے اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔ اور ایسا ہی قرآن .... کا منشا معلوم ہوتا ہے کما قال اللہ تعالےٰ "للناس امامًا ... للمتقین امامًا۔ کل اناس بامامہم وجعلناہم آئمۃ یہدون بامرنا۔ جعلنا منہم آئمۃ یہدون بامرنا۔ ونجعلہم آئمۃ۔ فاسئلوا اہل الذکر۔ اولی الامر۔ وغیرہ بیسیوں آیات موجود ہیں

(۶) تیسرے عقیدہ کا ماخذ جو مولوی صاحب نے ظاہر فرمایا ہے وہ مولوی صاحب کو اہل قرآن کے زمرہ سے خارج کرتا ہے اور مولوی صاحب اپنی لکھی ہوئی الفاظ کے مستحق نہیں رہتے:

(۷) چوتھے عقیدہ کا ایک جزو کہ قرآن امام ہے آیات مستدلہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ آیات مستدلہ سے صرف تورات کا امام ہونا مترشح ہوتا ہے:

(۸) چھٹے عقیدہ کے واسطے یہ ثابت کرنا نہایت ضروری تھا جو نہیں کیا گیا کہ امام کے لئے بارہ صفات جو درج کتاب کئے گئے ہیں فلاں آیت کے رو سے ضروری ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب اہل قرآن ہیں:

(۹) مولوی صاحب نے شروع رسالہ میں اسلام کے موجودہ تنزل کو تسلیم کیا ہے اور رسول کریم صلعم کے بعد صرف قرآن کو امام تبلایا ہے - یہ بھی بڑی نادانی کی بات ہے کیونکہ اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں:

(الف) کیا تنزل کی حالت میں صرف سماوی کتب کافی ہوسکتی ہے۔

(ب) اگر ہوسکتی ہے اور ہے تو اسلام میں درحالیکہ امام (قرآن) موجود تھا تنزل کیوں ہوا:

(ج) اگر سماوی کتاب کافی ہوسکتی ہے تو کبھی کوئی کتاب کیا بغیر پیغمبر کے نازل ہوئی؟ اور ایک کتاب کے واسطے ایک سے زیادہ پیغمبر کیوں مبعوث ہوئے:؟

(۱۰) مولوی صاحب کا دعوےٰ تو یہ ہے کہ قرآن کے بغیر کوئی شخص امام کے لفظ کا مستحق نہیں ہے اور اپنا نام تبدیل نہیں فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون۔ (کیونکہ آپکا نام امام الدین ہے)

میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب رسالہ زندہ جاوید امام کے زندہ رکھنے کے لئے اور سعدی مرحوم کے شعر ؎

نگفتہ ندارد کسے باتو کار - ولے چون بگفتی دلیلش بیار

پر عمل کرکے مندرجہ بالا اور دیگر ہمچو قسم سوالات کا جواب بھی قلمبند فرماکر شامل زندہ جاوید امام کردیوینگے۔ اور آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کو جو مولوی صاحب کے رسالہ کے زیب عنوان ہے مدنظر رکھیں گے فقط باقی جواب آنے پر۔

احمد دین از گوجرانوالہ۔

۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء

## اہل حدیث کی غلط بیانی

اہل حدیث اپنے ۲۰ نومبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ عدالت کے نقیب نے مرزا صاحب کو آواز دی۔ اگرچہ ہمارے نزدیک کوئی بعید بات نہیں ہے کہ عدالت جب کسی کو حاضری کے لئے بلانا چاہے تو اس شخص کا نام لیکر اسے پکارا جاوے اور نہ قرآن اور حدیث میں ایسے امور کو ایک امام کی شان کے خلاف لکھا ہے بلکہ اولی الامر کی طاعت کا حکم ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے مگر جو واقعہ اہل حدیث نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے حضرت مرزا صاحب پہلے سے ہی عدالت کے کمرے میں موجود تھے اور عدالت نے آن کو دیکھکر فرمایا کہ مرزا صاحب تو تشریف لائے ہوئے ہیں مولوی کرم دین کو بلایا جاوے۔ چنانچہ مولوی کرم دین صاحب نقیب کے ذریعہ سے بلائے گئے تھے:

## حضرت مسیح موعود ع کی دعا سے ایک مردہ کا زندہ ہونا

۱۲ نومبر کو جو مقدمہ کرم دین صاحب کی طرف سے حضرۃ اقدس اور حکیم فضل دین صاحب کے نام دائر تھا اس دن حکیم فضل دین صاحب بہت سخت بیمار تھے اور کوئی امید اُن کے زیست کی نہ تھی۔ از روئے علم طب کے کوئی علامت ایسی موجود نہ تھی کہ جس کے ذریعے سے ان کی آئندہ زندگی وہم و خیال میں گذر سکتی۔ ایسی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم ان کے لئے دعا کریں گے۔ چنانچہ حکیم صاحب کو ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ پر قادیان واپس روانہ کیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وفات - حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر جس کی ولادت غالباً جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کی آخر ایام میں ہوئی تھی - ۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو بوقت ۲ بجے شب اس دار فانی سے رحلت فرما گئی - انا للہ وانا الیہ راجعون

## سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت چند دن ناساز رہی مگر اب بفضل خدا آرام ہے۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت ناحال ناساز ہے ایک دو دن کے لئے صحت ہوکر پھر بیماری عود کر آتی ہے آجکل اگرچہ آپکو مرض سے آرام ہے مگر ضعف نہایت درجہ کی ہے جس سے آپ شامل جماعت نہین ہو سکتے۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب بخیر و عافیت ہین مگر ضعف اور کمزوری ابھی تک آپکے لاحق حال ہے

مولانا محمد احسن صاحب امروہی آجکل امامت نماز کی خدمت بجالاتے ہین اور مخالفین کے رسائل کے جواب تحریر کرنے مین مصروف ہین

**مقدمہ کے مزید حالات** - حکیم فضلدین صاحب حاضری عدالت سے ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ پر ایکماہ کے لئے معذور قرار دئے گئے مولوی کرم دین کی شہادت استغاثہ مین مولوی مفتی عبداللہ ٹونکی صاحب مولوی اصغر علی صاحب [illegible] اور عبداللہ صاحب [illegible] ماسٹر [illegible] صاحب شائق اور مولوی شیخ عبداللہ صاحب [illegible] کو بلایا تھا مگر بسبب حاضر نہ ہونے [illegible] کرم دین صاحب کی طرف سے مولوی ثناءاللہ امرتسری - اور [illegible] صاحب [illegible] اور میان عبدالسبحان مقیم [illegible] شہادتین گذرے - ۱۳ اور ۱۶ نومبر کو صرف مولوی کرم دین صاحب اور ایک گواہ ملک تاج الدین صاحب پر جرح ہوئی باقی گواہون پر جرح باقی ہے

**ہفتہ مختتمہ** - ۳۰ نومبر تک ذیل کے خاص اصحاب قادیان مین تشریف لائے - بابو غلام غوث صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ افریقہ یوگنڈا ریلوے سے - محمد علی خان صاحب ساکن شاہجہانپور راولپنڈی سے - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور سے - بابو خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ سے - جناب عبدالغنی صاحب پٹیالہ سے - میان مددخان صاحب کشمیر سے +

**قادیان** - مین موسمی بخار ابھی تک ہے مگر بنسبت سابق کے اب کچھ آرام ہے +

### (اپنی نسبت)

میری طبیعت الحمدللہ کہ بنسبت پیشتر کے اب رو بصحت ہے مگر تاہم ضعف اس قدر ہے کہ فرائض منصبی کو بجا لانے سے قاصر ہون +

محمد افضل

## عالم اخبار

**ہفتہ مختتمہ** ۱۴ نومبر کو طاعون سے ہندوستان مین ۱۸۲۶۰ فوتیان ہوئین -

**ولایت** کے اخبارون نے یہ افواہ مشہور کی ہے کہ امیر کابل ہندوستان مین تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہین +

**قلمرو پٹیالہ** مین ایک نئی کان کوئلہ کی معلوم کی گئی ہے کہ جسکا کوئلہ بہت اعلی قسم کا پایا گیا ہے حرارت اس کی بہت تیز ہے اور شملہ سے [illegible] میل کے فاصلہ پر مقام وادی چھپانا مین معلوم ہوئی ہے۔

**بھوانی** - ایک قصبہ ضلع حصار مین تھا جو کپڑے اور اناج کی اچھی منڈی تھی مگر طاعون نے دو ڈھائی ماہ سے اسے تباہ کر دیا ہے۔

**امرتسر مین** طاعون روز بروز ترقی پر ہے اور لوگ حیران و پریشان ہین حیرانی و پریشانی سے کیا ہوتا ہے خدا سے صلح کرین تقوے طہارت اختیار کرین [illegible] منادی آیا ہے اس کی ہدایت پر عمل کرین خدا فضل کرے گا۔

**تجویز درپیش** ہے کہ ہندوستان اور یورپ کے مابین سلسلہ خبررسانی بلا تار برقی کا قائم کیا جاوے اس کا مغربی سٹیشن اٹلی مین بنایا جاوے گا اور ہندوستان مین بمبئی یا اس کے قریب کوئی سٹیشن خبرین وصول کرنے والا ہوگا +

**روس مین** مجرمون کو بنفشئی رنگ کی روشنی مین رکھنے سے جنون کا مرض ہوگیا تھا لیکن سرخ اور نیلگون رنگ کی روشنی سے یہ مرض دور ہو جاتا ہے۔

**ہانگ کانگ مین** تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حشرات الارض مثل کھٹمل پسو اور مکڑیان وغیرہ بھی طاعون کے پھیلانے کا باعث ہین +

**جنوبی ہند** کے ایک مقام کلایہ مین طغیانی سے سخت نقصان ہوا ہے - ۵ ہزار آدمی بے خانمان ہو گئے ہین اور دس ہزار کے قریب فاقون سے ہلاک ہو گئے ہین پردہ نشین مسلمان عورتون کو سخت مصائب اور مشکلات کا سامنا ہے ان مصیبت زدون کے لئے چندہ وغیرہ کی تجاویز درپیش ہین اور اسی قسم کی طغیانی اور مقامات مین بھی ہوئی ہے جس سے بہت نقصان ہوا ہے۔

**پیرس مین** ایک نئی ایجاد ہوئی ہے جس سے عکسی تصویر قدرتی رنگون مین اتر سکیگی +

**گوجرانوالہ مین** پھر طاعون کا زور سنا جاتا ہے +

**بلگیریا مین** عورتون پر یہ ظلم روا رکھا جاتا ہے کہ وہان کی رسوم کے مطابق دلہن کو ایکماہ تک خاموش رہنا پڑتا ہے - اگر وہ اس عرصہ مین کلام کرے تو سزا ملتی ہے صرف شوہر کے بلانے پر جواب دے سکتی ہے - جب یہ رسم توڑنے کا دن آتا ہے تو خاوند کچھ تحفہ دلہن کو لاکر دیتا ہے اور پھر وہ عام طور پر بات چیت کرلتی ہے +

**اہل چین** نے تجربہ کیا ہے کہ اگر چاء کے صندوق مین مردہ کی لاش سنبھال کر رکھی جاوے تو کئی سالون تک خراب نہین ہوتی +

### (یوگندرپال آریہ کی ضمانت)

پیسہ اخبار نے ایک نامہ نگار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جالندھر مین پنڈت سوامی یوگندرپال نے خالی [illegible] مباحثہ پر ہی قناعت نہ کی بلکہ اپنا رسالہ [illegible] مجمع عام مین دین اسلام اور اس کے بانی کے متعلق کچھ سخت سست الفاظ استعمال کئے جس سے ہندو مسلمانون مین بگاڑ کا اندیشہ تھا اور مزید بران دوسرے دن ایک اعلان مشتہر کیا کہ اس شام کو مذہب اسلام کی قلعی کھولی جائیگی نتیجہ یہ ہوا کہ سوامی صاحب کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوا اور [illegible] جی فی الحال یکہزار روپے کی ضمانت پر ہین - اگلے ہفتہ ان کو عدالت مین جواب دہی کے لئے حاضر ہونا ہے - یہ وہی یوگندرپال ہے جس نے قادیان کے جلسہ مین منہ مانگا معجزہ دفعۃً [illegible] دیکھا تھا اور اب اپنے کرم کا [illegible] +

**طاعون کا سب سے** زیادہ زور اس وقت صوبجات بمبئی مین ہے جہان ایک ہی ہفتہ مین ایکہزار آدمی تلف ہوئے - پنجاب بنگالہ اضلاع متحدہ [illegible] مین طاعون آہستہ آہستہ مگر مستقل طور پر ترقی کر رہی ہے +

**شہر اور ضلع بنارس** مین ازسرنو طاعون پھوٹ پڑی ہے لوکل حکام حفظان صحت کی طرف حسب معمول متوجہ ہو گئے ہین۔

دو جہاز کنلی اور پنڈاری مین جو ۱۹ کی صبح کو کلکتہ سے روانہ ہوئے مقام بابا پور کے قریب ٹکر ہوئی کنلی کو نقصان پہونچا جس کے باعث اسے بندرگاہ کو الٹا لوٹنا پڑا مگر جہاز پنڈاری نے اپنا سفر جاری رکھا +

پیسہ اخبار لکھتا ہے ہم بعض لوگون کا خیال ہے کہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کا صدر مقام الہ آباد کے بجائے آگرہ ہونیوالا ہے اور گورنمنٹ کے دفاتر الہ آباد سے بدستور باوجود مدت تک صوبہ کا صدر مقام ہونے کے [illegible] صفائی پوش مکان سے پرے ہی خوبصورت اور عالیشان آگرہ مین ہین اگرچہ بلحاظ اپنے تنگین بازارون اور قدیم [illegible] کے تمام ہندوستان پر سبقت رکھتا ہے [illegible] نام مین آگرہ کا لفظ باوجود بالکل بیجا اور بے موقع ہونے کے ضروری سمجھکر رکھا گیا ہے۔ اس سے بھی [illegible] بہرحال اگر یہ خیال صحیح ہے [illegible] گورنمنٹ کی یہ حرکت بہتری کی علامت نہ ہوگی +

رسید [illegible] میان عزیزالرحمن صاحب از کوہ منصوری [illegible]